قرآنِ مجید
ترجمہ: کنزالایمان
تفسیر: نورالعرفان

(بقیہ صفحہ ۵۷۷) نے اس کے قتل کی خبر دی چنانچہ وہ بدر میں مارا گیا۔ ابی بن خلف اس کا دوست تھا اسے قیامت میں اس کی دوستی پر ندامت ہو گی۔ آیت کا نزول اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔ ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ اچھوں سے الفت' بروں سے نفرت۔ اس لئے کفار ان دونوں پر کف افسوس ملیں گے۔ کفار سے دینی محبت رکھنی کفر ہے اور دنیاوی محبت ضعف ایمان۔

۱۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقرب بندے قیامت میں اپنے متوسلین کو بے مدد نہ چھوڑیں گے۔ ان کی مدد فرمائیں گے لہٰذا دنیا میں اچھوں کو دوست بنانا ضروری ہے جن

الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۗ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ
پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا
خَذُوْلًا ۝٢٩ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا
ہے ۲ اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے
الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝٣٠ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
کے قابل ٹھہرا لیا ۳ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنا دیئے تھے
مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۝٣١ وَقَالَ
مجرم لوگ ۴ اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد دینے کو ۵ اور کافر بولے
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ
قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا ۶
كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝٣٢ وَلَا
ہم نے یوں ہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں ۷ اور ہم نے اسے
يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝٣٣
ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ۸ اور وہ کوئی کہاوت تمہارے پاس نہ لائیں گے مگر ہم حق اور اس سے بہتر بیان
اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ
لے آئیں گے ۹ وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ کے بل ان کا ٹھکانا سب سے برا
شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝٣٤ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
اور وہ سب سے گمراہ ۱۰ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور
وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝٣٥ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى
اس کے بھائی ہارون کو وزیر کیا ۱۱ تو ہم نے فرمایا کہ تم دونوں جاؤ
الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝٣٦
اس قوم کی طرف جس نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ۱۲ پھر ہم نے انہیں تباہ کر کے ہلاک کر دیا ۱۳

ع

ع

کی مدد قیامت میں کام آئے۔ ۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں رب سے یہ شکایت کی' یا قیامت میں فرمائیں گے۔ ۳۔ کہ کسی نے اسے جادو کہا۔ کسی نے کہانت کسی نے شعر ۴۔ یعنی ہمیشہ سے کفار پیغمبروں کے دشمن رہے۔ ان کی دشمنی سے آپ تنگدل نہ ہوں۔ ہمیشہ اسی کا چرچا زیادہ ہوتا ہے۔ جس کے دشمن بہت ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کے مقابل فرعون۔ حضرت ابراہیم کے مقابل نمرود حضور کے مقابل ابوجہل وغیرہ اسی لئے پیدا کئے گئے کہ نبی کی طاقت کا پتہ لگے ۵۔ وہی آپ کی مدد فرمائے گا۔ خیال رہے کہ اللہ کے مقبولوں کی مدد بھی اللہ کی مدد ہے۔ یہ حضرات عون الٰہی کے مظہر ہیں۔ لہٰذا اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی بندے کی مدد نہ لی جائے۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۶۔ یعنی جیسے توراۃ و انجیل ایک دم نازل ہوئیں' ایسے ہی قرآن کریم ایک دم کیوں نہ اترا۔ یہ اعتراض نہایت حماقت پر مبنی ہے کیونکہ قرآن کریم کے آہستہ اترنے میں اس کے معجزہ ہونے کی بڑی دلیل ہے کہ ہر آیت کے مقابلہ کرنے سے کفار کا عجز ظاہر ہو رہا ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا طریقہ نزول' توراۃ و انجیل کے طریقہ نزول سے دو طرح سے اعلیٰ ہے۔ ایک یہ کہ وہ کتابیں ایک دم آئیں اور قرآن آہستہ آہستہ۔ دوسرے یہ کہ وہ کتابیں لکھی ہوئیں آئیں اور قرآن بولا ہوا۔ آہستہ آنے میں امت کو عمل کرنا نہایت آسان رہا۔ اور رب سے حضور کا سلسلہ کلام ہمیشہ قائم رہا۔ اور پڑھ کر اتارنے میں وہ معانی حاصل ہو سکتے ہیں جو لکھا ہوا دینے میں حاصل نہیں۔ کیونکہ بہت سے مفہوم گفتگو کے لب و لہجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے چاند' سورج کے متعلق فرمایا۔ هٰذَا رَبِّيْ یہ میرا رب ہے۔ اگر یہ جملہ خبریہ ہو تو شرک ہے۔ اگر سوال کے لب و لہجہ میں ہو تو عین ایمان ۸۔ اس طرح کہ تئیس سال کے عرصہ میں نازل فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کا کام رب کا کام ہے۔ کیونکہ قرآن پڑھنا حضرت جبریل کا کام تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے پڑھا۔ اس میں اشارۃً بندوں کو ہدایت ہے کہ قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں۔ رب فرماتا ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا لہٰذا سارا قرآن ایک دن میں جلدی جلدی نہ پڑھو کہ سوائے یَعْلَمُوْنَ اور تَعْلَمُوْنَ کے اور کچھ سمجھ میں نہ آوے۔ ۹۔ یہاں مثل سے مراد اعتراض ہے اور حق سے مراد اس کا جواب یعنی کفار آپ پر جو بھی اعتراض کریں گے ہم اس کا نہایت نفیس جواب دیں گے معلوم ہوا کہ حضور کو بارگاہ الٰہی میں وہ قرب حاصل ہے کہ اعتراض حضور پر ہو تو جواب رب دے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن دنیا کی طرح اپنے پاؤں پر بلا تکلف جنت کی طرف جائیں گے بلکہ بعض سواریوں پر ہوں گے۔ منہ کے بل راستہ طے کرنا کفار کے لئے ہو گا۔ کیونکہ جو چیزیں قرآن کریم میں کفار کے عذاب کے طور پر بیان ہوئیں' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھے گا ۱۱۔ اس سے

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ

اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا ہم نے ان کو ڈبو دیا اور انہیں لوگوں کیلئے نشانی

اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ وَ

کر دیا اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور عاد اور ثمود اور

اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًاۢ بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا

کنوئیں والوں کو اور ان کے بیچ میں بہت سی سنگتیں ہیں اور ہم نے سب سے مثالیں

لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ

بیان فرمائیں اور سب کو تباہ کر کے مٹا دیا اور ضرور یہ ہو آئے ہیں اس بستی پر

الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا

جس پر برا برساؤ برسا تھا تو کیا یہ اسے دیکھتے نہ تھے بلکہ انہیں جی اٹھنے کی

لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ

امید تھی ہی نہیں اور جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا

اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ

کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں

اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ

سے بہکا دیں اگر ہم ان پر صبر نہ کرتے اور اب جانا چاہتے ہیں جس دن

يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ

عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش

اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ

کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں

اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ

بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے

(بقیہ صفحہ ۵۷۸) چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تورات صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی نہ کہ حضرت ہارون کو تورات کی تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ پیغمبر یکساں درجہ والے نہیں۔ بعض سلطان ہیں۔ بعض ان کے وزیر تیسرے یہ کہ کوئی نبی خدا تعالیٰ کا وزیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وزیر وہ جو بادشاہ کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کی مدد کرے اور سلطنت کا بوجھ اٹھائے۔ رب تعالیٰ ضرورتوں سے پاک اور بے نیاز ہے۔ اللہ الصمد ۱۲۔ یہاں قوم سے مراد فرعون اور فرعونی لوگ ہیں۔ آیتوں سے مراد تورات شریف کی آیات اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ تو ابھی فرعون کے پاس پہنچے ہی نہ تھے۔ بلکہ آیات سے مراد قدرت کی نشانیاں ہیں' جو رب کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قانون قدرت یہ ہے کہ نبی کو جھٹلائے بغیر کسی قوم پر عذاب نہیں آتا۔

۱۔ کیونکہ ایک رسول کا جھٹلانا۔ تمام رسولوں کا جھٹلانا ہے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ اس طرح کہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں کو ان کے قصے سنائے گئے یا کشتی والوں نے ان کفار کو غرق ہوتے ہوئے دیکھا اور عبرت پکڑی ۳۔ یعنی کافروں کے لئے رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۴۔ عاد ہود علیہ السلام کی قوم ہے' اور ثمود صالح علیہ السلام کی قوم۔ کنوئیں والے شعیب علیہ السلام کی قوم جن کے گھر کنوئیں کے آس پاس تھے۔ اس کنوئیں کو وزنی پتھر سے ڈھک دیتے تھے اور وقت مقررہ پر کھول کر پانی لیتے تھے ۵۔ گزشتہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات' ڈر اور امید کی آیات' جن سے سننے والوں کو عبرت ہو۔ ۶۔ وہ قوم لوط کی بستیاں ہیں جن پر پتھر برسے اور جو الٹ دی گئیں۔ اہل عرب تجارت کے لئے ملک شام جاتے تھے۔ راستہ میں یہ اجڑی ہوئی' الٹی ہوئی بستیاں دیکھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ تاریخی واقعات کے ثبوت کے لئے شہرت ہی کافی ہے۔ کیونکہ ان مقامات کا یہ حال اور ان کا ٹھکانہ اہل عرب کو شہرت سے معلوم تھا نہ کہ آیات قرآنیہ سے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کا مذاق اڑانا یا ان کی کسی چیز کو نظر حقارت سے دیکھنا' کفار کا طریقہ ہے ۸۔ جن کے پاس نہ دنیاوی شان و شوکت ہے نہ مال و متاع معلوم ہوا کہ نبوت بصارت سے نظر نہیں آتی۔ اس کے لئے بصیرت ایمان کی ضرورت ہے۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا نے حضور کو پہچان لیا اور آنکھوں والا ابوجہل آپ کو نہ دیکھ سکا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات کے قوی اثر کا کفار کو بھی اقرار تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ہم پورے ضدی نہ ہوتے تو آپ کے معجزات کی وجہ سے کفر سے کبھی کے ہٹ چکے ہوتے۔ معلوم ہوا کہ ضد کا علاج ناممکن ہے ۱۰۔ کفار یا مومنین۔ کفار نے بت پرستی کو ہدایت اور ایمان کو گمراہی کہا تھا۔ رب نے اس کا جواب انہیں کے قول کے مطابق فرمایا کہ وہ آئندہ خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ گمراہ کون ہے' اور ہدایت پر کون۔ ۱۱۔ مشرکین عرب کا دستور تھا کہ ان میں سے ہر ایک کسی پتھر کو پوجتا رہتا تھا۔ پھر جب کبھی اس سے اچھا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پھینک کر دوسرے کو اٹھا لیتا اور اسے پوجنے لگتا۔ نیز ہر ایک اپنی خواہش میں آزاد تھا۔ جو چاہتا کرتا۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ آزادی اچھی چیز ہے مگر بے قیدی اور لاقانونی بری چیز۔ یہاں الٰہ کے معنی مطاع ہیں اور ھویٰ سے مراد وہ خواہش ہے جو نفس کے خلاف ہو۔ رمضان میں بے روزہ رہ کر کھانا پینا ھویٰ ہے۔ زکوٰۃ نہ دینا ھویٰ ہے ۱۲۔ ہرگز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کے نگہبان اور وکیل ہیں۔ کیونکہ نگہبان کا نہ ہونا کافروں کے لئے بیان ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ ۱۳۔ ہرگز نہیں' یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے